

**Journal of Religion & Society (JR&S)**

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)**The Concept of Altruism (Īthār) and Charitable Spending (Infāq) in the Holy Qur'an: An Analytical Study of Social Welfare, Economic Stability, and Its Contemporary Applications**

قرآن مجید کی روشنی میں ایثار و انفاق کا تصور: سماجی فلاح، معاشی استحکام اور عصر حاضر میں اس کے تطبیقی پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ

**Sara Sharif**

M.Phil Research Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology

**Abstract**

*This study explores the concept of altruism (Īthār) and charitable spending (Infāq) in the Qur'an and examines their role in promoting social welfare, economic justice, and sustainable development. The research analyzes Qur'anic teachings, classical exegetical perspectives—particularly those of Muslim scholars such as al-Jaṣṣāṣ, al-Rāzī, al-Ṭabarī, and al-Ghazālī—and their relevance to contemporary socio-economic challenges. The study highlights how the Qur'an encourages generosity, brotherhood, social responsibility, service to humanity, and financial support for vulnerable groups through mechanisms such as Zakāt, Ṣadaqāt, Waqf, and Bayt al-Māl. It further discusses the relationship between human needs, economic stability, and ethical economic behavior, emphasizing the prohibition of ribā (interest), exploitation, hoarding, and extravagance. The research argues that the Qur'anic framework of altruism and charitable giving provides an effective solution to modern issues such as poverty, economic insecurity, social inequality, and class division. Moreover, the study examines the practical application of these principles in contemporary welfare institutions and non-governmental organizations that contribute to education, healthcare, disaster relief, and poverty alleviation. The findings suggest that the integration of Qur'anic values of altruism and charitable spending into modern economic and social policies can strengthen social cohesion, promote equitable wealth distribution, and contribute to both material prosperity and spiritual well-being. The study concludes that the Qur'anic model of Īthār and Infāq remains a comprehensive and sustainable framework for achieving social justice and collective welfare in contemporary societies.*

**Keywords:** Īthār (Altruism); Infāq (Charitable Spending); Qur'anic Economics; Social Welfare; Zakāt; Economic Justice; Poverty Alleviation; Islamic Philanthropy; Social Responsibility; Sustainable Development.

**تعارف**

قرآن مجید کی معاشی فکر ایک جامع، متوازن اور انسانی فلاح پر مبنی نظام ہے جو اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہدایات پر قائم ہے اور موجودہ سماجی بحرانوں جیسے شدید غربت، معاشی عدم مساوات، بے روزگاری، مہنگائی، سماجی انتشار اور جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، خاص طور پر ایثار اور انفاق کے اصولوں کی عملی تطبیق کے ذریعے جو قرآن میں بار بار بیان کیے گئے ہیں اور جو فرد کی ذاتی خواہشات اور ہوس مال کو اجتماعی بھلائی اور دوسروں کی فلاح پر ترجیح دینے کی تلقین کرتے ہیں۔ قرآن کی معاشی تعلیمات اللہ کی ربوبیت اور انسان کی خلافت ارضی کی بنیاد پر قائم ہیں جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارا مال اللہ کی طرف سے تمہارے لیے آزمائش ہے، جسے تمہاری جانوں پر حرام نہ کرو، جو مال کی منصفانہ تقسیم اور اسراف سے ممانعت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور موجودہ دور میں جہاں امیر اور غریب کے درمیان خلیج بڑھ رہی ہے یہ ایک عملی حل پیش کرتا ہے کہ مال کی ہوس کی بجائے ایثار اور انفاق کو اپنانا چاہیے تاکہ سماجی انصاف قائم ہو۔ ایثار کا تصور قرآن میں انصار کے عمل سے واضح

ہے جہاں انہوں نے مہاجرین پر اپنے حقوق مقدم کر دیے جو آج کے دور میں امیروں کی طرف سے غریبوں کی مدد اور معاشی امداد کی صورت میں عملی شکل اختیار کر سکتا ہے اور اتفاق کا اصول جو زکوٰۃ، صدقات اور اتفاق فی سبیل اللہ کی شکل میں موجود ہے سماجی بحرانوں جیسے بے روزگاری اور غربت کو کم کرنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے اگر اسے منظم اور سرکاری سطح پر نافذ کیا جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہیں۔ موجودہ سماجی بحرانوں کا جائزہ لینے پر یہ واضح ہوتا ہے کہ معاشی عدم مساوات کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل جیسے جرائم کی بڑھوتری، خاندانی انتشار اور سماجی بے چینی قرآن کی معاشی فکر کے اصول ایثار اور اتفاق کی عملی تطبیق سے حل ہو سکتے ہیں۔

### موضوع کی اہمیت

قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں کی رہنمائی کرتا ہے، جن میں معاشی زندگی بھی شامل ہے۔ قرآن مجید کی معاشی فکر عدل، مساوات، اعتدال، امانت داری، ایثار اور اتفاق جیسے اصولوں پر مبنی ہے، جو ایک متوازن اور فلاحی معاشرے کے قیام میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں دنیا بالخصوص مسلم معاشرے غربت، بے روزگاری، معاشی عدم مساوات، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، مہنگائی اور سماجی بے چینی جیسے سنگین مسائل کا شکار ہیں۔ ایسے حالات میں قرآن مجید کی معاشی تعلیمات کا مطالعہ نہایت اہمیت اختیار کر جاتا ہے کیونکہ یہ تعلیمات ان مسائل کے حل کے لیے مؤثر اور پائیدار رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اس تحقیق کی اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ یہ قرآن مجید میں بیان کردہ ایثار و اتفاق کے اصولوں کو موجودہ سماجی اور معاشی بحرانوں کے تناظر میں واضح کرتی ہے۔ ایثار اور اتفاق نہ صرف انفرادی اخلاقی اوصاف ہیں بلکہ ایک مضبوط، ہمدرد اور فلاحی معاشرے کی تشکیل کے بنیادی عناصر بھی ہیں۔ اگر ان اصولوں کو انفرادی، اجتماعی اور ریاستی سطح پر عملی طور پر نافذ کیا جائے تو غربت کے خاتمے، دولت کی منصفانہ تقسیم، معاشرتی ہم آہنگی اور سماجی استحکام کے حصول میں نمایاں مدد مل سکتی ہے۔ یہ تحقیق اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ یہ قرآن مجید کی معاشی فکر کو محض نظریاتی مباحث تک محدود نہیں رکھتی بلکہ اس کے عملی اور عصری اطلاقات کو اجاگر کرتی ہے۔ موجودہ معاشی نظاموں کے مقابلے میں اسلامی معاشی اصولوں کی افادیت کو نمایاں کرتے ہوئے یہ تحقیق جدید دور کے معاشی چیلنجز کے حل کے لیے ایک اسلامی اور قابل عمل فریم ورک پیش کرتی ہے۔ اس طرح یہ تحقیق اسلامی معاشیات کے میدان میں ایک مفید علمی اضافہ ثابت ہوگی اور پالیسی سازوں، محققین، اساتذہ اور طلبہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنے گی۔

### انسانی ضروریات اور معیشت

قرآن مجید انسانی ضروریات اور معیشت کے باہمی تعلق کو نہایت متوازن اور جامع انداز میں بیان کرتا ہے۔ اسلام انسان کو ایک ایسا معاشی نظام عطا کرتا ہے جو اس کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اخلاقی، روحانی اور سماجی اقدار کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ قرآن کے مطابق انسان کی زندگی کا مقصد صرف مادی وسائل کا حصول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور فلاح دارین کا حصول ہے۔ اسی لیے معاشی سرگرمیوں کو عبادت اور امانت کے تصور کے ساتھ جوڑا گیا ہے تاکہ انسان اپنی ضروریات پوری کرتے ہوئے حدودِ الہی کی پابندی بھی کرے۔

انسانی ضروریات میں خوراک، لباس، رہائش، تعلیم، صحت اور معاشی تحفظ شامل ہیں۔ قرآن مجید ان ضروریات کو فطری اور جائز قرار دیتا ہے اور انسان کو ان کے حصول کے لیے محنت اور جدوجہد کی ترغیب دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے"۔ اس اصول سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام معاشی سرگرمیوں کو انسانی زندگی کا اہم حصہ قرار دیتا ہے، لیکن ان سرگرمیوں کو اخلاقی اصولوں اور شرعی حدود کے تابع رکھتا ہے تاکہ معاشرے میں توازن اور عدل قائم رہے۔

قرآن مجید دولت اور وسائل کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت اور امانت قرار دیتا ہے۔ انسان کو ان وسائل کے استعمال میں ذمہ داری اور جواب دہی کا احساس دلا گیا ہے۔ اگر انسان معاشی سرگرمیوں میں دیانت داری، انصاف اور حلال ذرائع کو اختیار کرے تو اس کی معیشت میں برکت پیدا ہوتی ہے اور معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ اس کے برعکس اگر دولت کے حصول کے لیے دھوکہ دہی، سود، رشوت یا استحصال جیسے غیر شرعی ذرائع اختیار کیے جائیں تو یہ نہ صرف فرد بلکہ پورے معاشرے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

اسلامی معاشی نظام کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ فردی مفاد اور اجتماعی فلاح کے درمیان توازن قائم کرتا ہے۔ قرآن مجید دولت کو چند افراد تک محدود رکھنے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور زکوٰۃ، صدقات، انفاق فی سبیل اللہ اور وراثت جیسے احکام کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔ اس طرح معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات کی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور معاشی عدم مساوات میں کمی آتی ہے۔ یہ اصول معاشرتی ہم آہنگی، اخوت اور باہمی تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔

قرآن مجید انسانی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ روحانی ترقی کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ اسلام کے نزدیک معیشت کا مقصد صرف مادی آسائشیں حاصل کرنا نہیں بلکہ انسان کے کردار، اخلاق اور روحانی زندگی کو بہتر بنانا بھی ہے۔ جب انسان رزقِ حلال کماتا ہے، حقوق العباد کا خیال رکھتا ہے اور اپنی آمدنی کا ایک حصہ ضرورت مندوں پر خرچ کرتا ہے تو اس کے اندر شکر، قناعت اور احساسِ ذمہ داری جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں۔ یوں معاشی سرگرمیاں روحانی تربیت کا ذریعہ بھی بن جاتی ہیں۔

عصر حاضر میں جب دنیا مختلف معاشی بحرانون، غربت، بے روزگاری اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم جیسے مسائل کا سامنا کر رہی ہے، قرآن مجید کا معاشی تصور ایک مؤثر راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ تصور انسان کو اعتدال، عدل، دیانت داری اور سماجی ذمہ داری کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر مسلمان معاشرے قرآن کے معاشی اصولوں کو اپنائیں تو نہ صرف ان کی مادی ضروریات بہتر انداز میں پوری ہو سکتی ہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی ترقی بھی ممکن ہے۔ اس طرح انسانی ضروریات اور معیشت کا قرآنی تصور ایک متوازن، پائیدار اور فلاحی معاشرے کے قیام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں انسانی ضروریات اور معیشت کا تعلق محض معاشی ترقی تک محدود نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر نظامِ حیات کا حصہ ہے۔ یہ نظام انسان کو جائز ذرائع سے اپنی ضروریات پوری کرنے، دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جب فرد اور معاشرہ ان اصولوں پر عمل کرتے ہیں تو معاشی استحکام، سماجی عدل اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے، جو ایک کامیاب اور خوشحال معاشرے کی بنیادی علامات ہیں۔

### اخوت و مواخات کا نظام

اخوت و مواخات کا نظام اسلام کے بنیادی سماجی اور معاشی اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے جسے قرآن مجید نے امتِ مسلمہ کی اجتماعی زندگی کی بنیاد قرار دیا ہے۔ قرآن کریم مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتا ہے اور انہیں باہمی محبت، تعاون اور ایثار کے ساتھ زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی اخوت کا جذبہ معاشی میدان میں بھی نمایاں ہوتا ہے، جہاں فرد اپنی دولت اور وسائل کو صرف ذاتی مفاد کے لیے نہیں بلکہ اجتماعی فلاح کے لیے بھی استعمال کرتا ہے۔ اس طرح اخوت و مواخات کا نظام ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتا ہے جہاں معاشی انصاف اور سماجی استحکام کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے مطابق تمام مسلمان ایک امت اور ایک خاندان کی مانند ہیں۔ اس تصور کی بنیاد پر ہر فرد دوسرے فرد کی ضروریات، مشکلات اور معاشی حالات سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ جب معاشرے میں اخوت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو صاحبِ حیثیت افراد اپنے کمزور اور ضرورت مند بھائیوں کی مدد کو اپنا دینی اور اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں۔ یوں دولت کی گردش معاشرے کے مختلف طبقات تک پہنچتی ہے اور معاشی توازن قائم رہتا ہے۔

اخوت و مواخات کا عملی نمونہ نبی اکرم ﷺ کے دورِ مبارک میں مہاجرین اور انصار کے درمیان قائم ہونے والے رشتے میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔ مدینہ کے انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کو نہ صرف رہائش فراہم کی بلکہ اپنے کاروبار، زمینوں اور وسائل میں بھی انہیں شریک کیا۔ یہ مواخات اسلامی تاریخ میں معاشی تعاون، ایثار اور بھائی چارے کی ایک بے مثال مثال ہے جس نے ایک مضبوط اور مستحکم اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی۔

معاشی انفاق کے تناظر میں اخوت و مواخات کا نظام اس بات پر زور دیتا ہے کہ دولت صرف چند افراد کے ہاتھوں میں مرکوز نہ رہے بلکہ معاشرے کے تمام افراد اس سے مستفید ہوں۔ زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور دیگر مالی عبادات درحقیقت اسی اخوت کے عملی مظاہر ہیں۔ ان ذرائع کے ذریعے دولت مند طبقہ معاشرے کے کمزور طبقات کی کفالت کرتا ہے اور انہیں معاشی زندگی میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ نظام انسان کو لالچ، خود غرضی اور بخل جیسی منفی صفات سے محفوظ رکھتا ہے۔

جب ایک مسلمان اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتا ہے اور اسے دوسروں کی بھلائی کے لیے خرچ کرتا ہے تو اس کے اندر سخاوت، ہمدردی اور ایثار جیسی اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ یہی صفات معاشرے میں محبت، اعتماد اور باہمی احترام کے فروغ کا سبب بنتی ہیں اور معاشرتی تعلقات کو مضبوط کرتی ہیں۔

قرآن مجید میں اخوت کا تصور صرف مالی امداد تک محدود نہیں بلکہ اس میں انسانی عزت و وقار کا تحفظ بھی شامل ہے۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ضرورت مندوں کی مدد اس انداز میں کی جائے کہ ان کی خودداری مجروح نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن انفاق کو خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے انجام دینے کی ترغیب دیتا ہے اور احسان جتانے یا ریاکاری سے منع کرتا ہے۔ اس طرح اخوت کا نظام معاشی تعاون کو اخلاقی اور روحانی اقدار سے جوڑ دیتا ہے۔

امام ابو بکر الجصاص نے اپنی تفسیر میں اس حقیقت کو نمایاں کیا ہے کہ اخوت و مواخات کا نظام اسلامی معاشرے میں عدل اور مساوات کے قیام کا بنیادی ذریعہ ہے۔ ان کے نزدیک قرآن کے احکام انفاق کا مقصد صرف غربت کا خاتمہ نہیں بلکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جس میں تمام افراد ایک دوسرے کے حقوق اور ضروریات کا خیال رکھیں۔ یہ نظریہ اسلامی معاشی فکر کو محض مادی بنیادوں سے بلند کر کے اخلاقی اور انسانی بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔

عصر حاضر میں معاشی عدم مساوات، غربت، بے روزگاری اور طبقاتی تقسیم جیسے مسائل پوری دنیا کے لیے ایک بڑا چیلنج بن چکے ہیں۔ اسلامی اخوت و مواخات کا نظام ان مسائل کے حل کے لیے ایک مؤثر اور متوازن راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اگر صاحب حیثیت افراد معاشرے کے کمزور طبقات کی کفالت کو اپنی ذمہ داری سمجھیں تو دولت کی منصفانہ تقسیم ممکن ہو سکتی ہے اور معاشی ناہمواریوں میں نمایاں کمی لائی جاسکتی ہے۔

اخوت و مواخات کا نظام معاشی پالیسیوں کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسلامی معاشی نظام اس بات پر زور دیتا ہے کہ حکومتی اور اجتماعی پالیسیاں ایسے اصولوں پر مبنی ہوں جو کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ کریں۔ اس کے نتیجے میں وسائل کی تقسیم میں توازن پیدا ہوتا ہے اور معاشرے میں معاشی استحکام اور سماجی ہم آہنگی فروغ پاتی ہے۔ یہی اصول اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کی بنیاد بھی فراہم کرتے ہیں۔ اخوت کا جذبہ معاشی سرگرمیوں میں دیانت داری اور ذمہ داری کو فروغ دیتا ہے۔ جب تاجر، صنعت کار اور سرمایہ دار اپنے کاروبار کو صرف منافع کمانے کا ذریعہ نہیں بلکہ معاشرے کی خدمت کا وسیلہ سمجھتے ہیں تو معاشی نظام میں شفافیت اور اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں معاشی ترقی کے ثمرات وسیع پیمانے پر تقسیم ہوتے ہیں اور عوامی خوشحالی میں اضافہ ہوتا ہے۔

### خدمتِ خلق کا جذبہ

خدمتِ خلق کا جذبہ قرآن مجید کی تعلیمات کا ایک بنیادی اور جامع اصول ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسلام انسان کو صرف اپنی ذات اور مفادات تک محدود رہنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اسے دوسروں کے حقوق، ضروریات اور مشکلات کا احساس دلانے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآن مجید کے مطابق بہترین انسان وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے لیے زیادہ نفع بخش ہو۔ یہی جذبہ معاشی زندگی میں فلاح، برکت اور استحکام پیدا کرتا ہے اور معاشرے کو باہمی تعاون اور ہمدردی کی بنیاد پر استوار کرتا ہے۔

خدمتِ خلق کا تصور اس حقیقت پر مبنی ہے کہ مال و دولت کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور انسان محض اس کا امین ہے۔ اس لیے انسان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی دولت اور وسائل کو صرف ذاتی آسائش کے لیے استعمال نہ کرے بلکہ ان سے دوسروں کی ضروریات پوری کرنے میں بھی حصہ لے۔ جب فرد اس امانت کے احساس کے ساتھ اپنے وسائل کو استعمال کرتا ہے تو اس کی معاشی سرگرمیاں عبادت کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا مستحق بنتا ہے۔

قرآن مجید بار بار ضرورت مندوں، یتیموں، مسکینوں اور محروم طبقات کی مدد کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ تعلیمات دراصل خدمتِ خلق کے جذبے کو فروغ دینے کے لیے ہیں تاکہ معاشرے میں کوئی فرد اپنی بنیادی ضروریات سے محروم نہ رہے۔ جب صاحب حیثیت افراد اپنی دولت کا ایک حصہ معاشرے کے کمزور طبقات پر خرچ کرتے ہیں تو دولت کی گردش وسیع ہوتی ہے اور معاشی وسائل چند ہاتھوں تک محدود نہیں رہتے۔ اس طرح معاشی توازن اور سماجی عدل قائم ہوتا ہے۔

خدمتِ خلق کا جذبہ فرد کو لالچ، خود غرضی اور بخل جیسی منفی صفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ جب انسان دوسروں کی بھلائی کے لیے سوچتا اور عمل کرتا ہے تو اس کے اندر سخاوت، ایثار اور ہمدردی جیسی اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ صفات نہ صرف فرد کے کردار کو بہتر بناتی ہیں بلکہ پورے معاشرے میں محبت، اعتماد اور اخوت کے جذبات کو فروغ دیتی ہیں۔ نتیجتاً ایک ایسا ماحول پیدا ہوتا ہے جس میں لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ معاشی نقطہ نظر سے خدمتِ خلق کا جذبہ معیشت میں استحکام پیدا کرتا ہے۔ جب افراد ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں، روزگار کے مواقع فراہم کرتے ہیں اور فلاحی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں تو معاشرے میں غربت اور بے روزگاری کی شرح کم ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معاشی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا ہے، خرید و فروخت کا عمل مضبوط ہوتا ہے اور قومی معیشت ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہے۔ یوں خدمتِ خلق صرف ایک اخلاقی فریضہ نہیں بلکہ معاشی ترقی کا بھی اہم ذریعہ ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں زکوٰۃ، صدقات، خیرات، وقف اور قرض حسنہ جیسے ادارے خدمتِ خلق کے عملی مظاہر ہیں۔ ان ذرائع کے ذریعے دولت مند طبقہ معاشرے کے کمزور افراد کی مدد کرتا ہے اور ان کی معاشی مشکلات کو کم کرنے میں کردار ادا کرتا ہے۔ یہ نظام معاشی وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے اور طبقاتی تفاوت کو کم کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے ان اعمال کو محض اختیاری نیکی نہیں بلکہ معاشرتی ذمہ داری قرار دیا ہے۔

امام ابو بکر الجصاص نے اپنی تفسیر میں اس امر پر زور دیا ہے کہ خدمتِ خلق اور انفاق فی سبیل اللہ اسلامی معاشرت اور معیشت کے بنیادی ستون ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن مجید کے معاشی احکام کا مقصد صرف دولت کا حصول نہیں بلکہ ایسی فلاحی معیشت کا قیام ہے جس میں ہر فرد کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ الجصاص کے مطابق خدمتِ خلق کا جذبہ معاشی انصاف اور سماجی ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کا موثر ذریعہ ہے۔ عصر حاضر میں دنیا غربت، بے روزگاری، معاشی عدم مساوات اور طبقاتی تقسیم جیسے سنگین مسائل سے دوچار ہے۔ خدمتِ خلق کا قرآنی تصور ان مسائل کے حل کے لیے ایک متوازن اور پائیدار راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اگر معاشرے کے صاحب استطاعت افراد اپنی سماجی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اجتماعی فلاح کے لیے کام کریں تو معاشی ناہمواریوں میں نمایاں کمی لائی جاسکتی ہے۔ یہ تصور فلاحی ریاست کے قیام میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

خدمتِ خلق کا جذبہ معاشی پالیسیوں کی تشکیل پر بھی مثبت اثر ڈالتا ہے۔ جب حکومتی ادارے اور پالیسی ساز قرآن کے فلاحی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہیں تو ایسی پالیسیاں تشکیل پاتی ہیں جو کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ کرتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں تعلیم، صحت، روزگار اور بنیادی سہولیات تک رسائی میں بہتری آتی ہے اور معاشرے میں معاشی انصاف فروغ پاتا ہے۔ یہی وہ اصول ہے جو اسلامی معاشی نظام کو دیگر معاشی نظریات سے ممتاز بناتا ہے۔ خدمتِ خلق کا جذبہ انسان کو یہ شعور دیتا ہے کہ معاشی کامیابی کا اصل معیار صرف دولت کا حصول نہیں بلکہ اس دولت کا صحیح استعمال بھی ہے۔ جو شخص اپنی دولت کو دوسروں کی بھلائی اور رفاه عامہ کے لیے استعمال کرتا ہے وہ دنیا میں عزت اور آخرت میں اجر عظیم کا مستحق بنتا ہے۔ اس طرح خدمتِ خلق کا جذبہ مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی بلندی کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

### معاشی عدم تحفظ

معاشی عدم تحفظ (Economic Insecurity) عصر حاضر کا ایک اہم سماجی اور معاشی مسئلہ ہے جو افراد اور معاشروں کی ترقی میں بڑی رکاوٹ بنتا ہے۔ اس سے مراد ایسی صورت حال ہے جس میں افراد اپنی بنیادی ضروریات، روزگار، آمدنی اور معاشی مستقبل کے بارے میں غیر یقینی کیفیت کا شکار ہوں۔ قرآن مجید اس مسئلے کو نہ صرف ایک معاشی چیلنج بلکہ ایک اخلاقی اور سماجی آزمائش کے طور پر پیش کرتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات انسان کو ایسے اصول فراہم کرتی ہیں جو معاشی عدم تحفظ کو کم کر کے ایک متوازن اور فلاحی معاشرے کے قیام میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کے مطابق رزق کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہی اپنے بندوں کے لیے رزق کے ذرائع پیدا کرتا ہے۔ تاہم اسلام انسان کو محنت، جدوجہد اور حلال ذرائع سے روزی کمانے کی تلقین کرتا ہے۔ اس تصور سے انسان میں اعتماد اور امید پیدا ہوتی ہے اور وہ معاشی مشکلات کے باوجود مایوسی کا شکار نہیں ہوتا۔ قرآن انسان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ رزق کے حصول میں جائز ذرائع اختیار کیے جائیں اور ناجائز کمائی سے اجتناب کیا جائے تاکہ معاشی نظام پاکیزہ اور مستحکم رہے۔

معاشی عدم تحفظ کے خاتمے کے لیے قرآن مجید نے زکوٰۃ کا نظام متعارف کرایا ہے جو اسلامی معاشی نظام کا ایک بنیادی ستون ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے دولت مند افراد کے مال میں غریبوں اور ضرورت مندوں کا حق مقرر کیا گیا ہے۔ اس نظام کا مقصد صرف غربت کا خاتمہ نہیں بلکہ معاشرے میں معاشی تحفظ اور سماجی توازن پیدا کرنا بھی ہے۔ زکوٰۃ دولت کی گردش کو یقینی بناتی ہے اور وسائل کو چند افراد تک محدود ہونے سے روکتی ہے، جس کے نتیجے میں معاشی عدم تحفظ میں کمی آتی ہے۔

قرآن مجید سود (ربا) کی سختی سے ممانعت کرتا ہے کیونکہ سودی نظام اکثر کمزور طبقات کو قرضوں کے بوجھ تلے دبا دیتا ہے۔ سود کی بنیاد پر قائم معیشت میں دولت چند سرمایہ دار طبقات کے ہاتھوں میں مرکز ہو جاتی ہے جبکہ غریب طبقہ مزید معاشی مشکلات کا شکار ہوتا ہے۔ قرآن اس استحالی نظام کی مخالفت کرتا ہے اور اس کے بجائے عدل، مساوات اور باہمی تعاون پر مبنی معاشی نظام کی حمایت کرتا ہے۔ اس طرح سود کی ممانعت معاشی عدم تحفظ کے اسباب کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اسلامی معاشی تعلیمات میں مشارکہ (Musharakah) اور مضاربہ (Mudarabah) جیسے شرکائی مالیاتی نظاموں کو فروغ دیا گیا ہے۔ ان نظاموں کی بنیاد نفع و نقصان میں شراکت (Risk Sharing) پر ہوتی ہے، جس سے معاشی خطرات صرف ایک فریق پر نہیں پڑتے بلکہ تمام شرکاء مل کر ان کا سامنا کرتے ہیں۔ یہ اصول سرمایہ کاری اور کاروبار کو زیادہ منصفانہ بناتے ہیں اور معاشی استحصال کے امکانات کو کم کرتے ہیں۔ جدید اسلامی مالیاتی نظام میں یہ ماڈلز معاشی عدم تحفظ کے خاتمے کے لیے مؤثر ذرائع سمجھے جاتے ہیں۔

معاشی عدم تحفظ کے منفی اثرات صرف مالی مشکلات تک محدود نہیں رہتے بلکہ اس کے نتیجے میں جرائم، بے چینی، ذہنی دباؤ، خاندانی تنازعات اور سماجی انتشار بھی جنم لیتے ہیں۔ جب افراد اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہوتے ہیں تو ان میں مایوسی اور بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے جو معاشرتی استحکام کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید ایک ایسے معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے جہاں ہر فرد کو باعزت زندگی گزارنے کے مواقع میسر ہوں اور کوئی شخص محرومی کا شکار نہ ہو۔

قرآن مجید انفاق فی سبیل اللہ، صدقات اور خیرات کے ذریعے معاشی عدم تحفظ کے خاتمے کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ اعمال نہ صرف ضرورت مند افراد کی مدد کرتے ہیں بلکہ معاشرے میں اخوت، ہمدردی اور تعاون کے جذبات کو بھی فروغ دیتے ہیں۔ جب صاحب استطاعت افراد اپنی دولت کا ایک حصہ مستحقین پر خرچ کرتے ہیں تو معاشرے میں اعتماد اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے اور معاشی تفاوت کم ہونے لگتی ہے۔

امام ابو بکر الجصاص نے اپنی تفسیر میں معاشی عدل اور سماجی ذمہ داری کی اہمیت کو نمایاں کیا ہے۔ ان کے مطابق قرآن کے معاشی احکام کا مقصد صرف دولت کی پیداوار نہیں بلکہ ایسی معیشت کا قیام ہے جو تمام افراد کی بنیادی ضروریات کی کفالت کرے۔ الجصاص کے نزدیک زکوٰۃ، صدقات اور دیگر مالی احکام معاشرے کے کمزور طبقات کو معاشی تحفظ فراہم کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں تاکہ معاشی عدم استحکام اور محرومی کا خاتمہ ہو سکے۔

عصر حاضر میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، بے روزگاری، قرضوں کا بوجھ اور معاشی ناہمواری دنیا کے اکثر ممالک کے لیے سنگین مسائل بن چکے ہیں۔ قرآنی معاشی تعلیمات ان مسائل کے حل کے لیے ایک متوازن اور پائیدار فریم ورک پیش کرتی ہیں۔ اگر زکوٰۃ، وقف، قرض حسنہ اور شرکائی مالیاتی نظاموں کو مؤثر انداز میں نافذ کیا جائے تو معاشی تحفظ میں اضافہ اور غربت میں نمایاں کمی لائی جاسکتی ہے۔

ظلم، احکام اور استحصال کی ممانعت

ظلم کی مذمت قرآن مجید میں بار بار آئی ہے کیونکہ یہ اللہ کے قائم کردہ انصاف کے نظام کے خلاف بغاوت ہے اور اس کا انجام ہمیشہ تباہی ہوتا ہے۔ احتکار کرنے والے لوگ نہ صرف عوام کی ضروریات کو متاثر کرتے ہیں بلکہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا غلط استعمال کرتے ہوئے خود کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ استحصال معاشرے کی بنیادی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے جہاں امیر غریب کا خون چوستا ہے اور کمزور طبقہ ہمیشہ محرومی کا شکار رہتا ہے۔ ان برائیوں سے بچنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے تاکہ معاشرہ عدل و انصاف پر قائم ہو اور ہر فرد کو اپنے حقوق مل سکیں۔ امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی نے اپنی تفسیر میں ظلم اور استحصال کو معاشرتی فتنوں کی جڑ قرار دیا ہے جو اللہ کی رحمت سے محرومی کا باعث بنتے ہیں۔

### سودی نظام کی خرابی

سودی نظام کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو چند لوگوں کے ہاتھوں میں مرکوز کر دیتا ہے اور بڑی آبادی کو محرومی کا شکار بنا دیتا ہے۔ اس نظام میں دولت پیداوار کی بجائے گردش زر پر منحصر ہو جاتی ہے جو حقیقی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اس سے معاشرتی ہم آہنگی ٹوٹ جاتی ہے، حسد بڑھتا ہے اور معاشی بحران بار بار پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید سود کو کھائے ہوئے مال کی مانند قرار دیتا ہے جو برکت سے محروم رہتا ہے جبکہ تجارت اور محنت پر مبنی معیشت میں برکت ہوتی ہے۔ امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے اپنی تفسیر میں سودی نظام کی معاشی اور اخلاقی خرابیوں کی تفصیل بیان کی ہے کہ یہ نظام انسانیت کے خلاف ہے اور معاشرے کو تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔

### اسراف و تبذیر کی مذمت

اسراف و تبذیر کی مذمت اس لیے ضروری ہے کہ یہ اعمال اللہ کی نعمتوں کی ناشکری ہیں جو معاشرے کو بحرانوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ جب لوگ حد سے زیادہ خرچ کرتے ہیں تو ضروریات زندگی کی قلت پیدا ہوتی ہے، قرض لینے کا رجحان بڑھتا ہے اور معاشی استحکام ختم ہو جاتا ہے۔ تبذیر فضول خرچی کی صورت میں ماحول کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ عادات فرد اور معاشرہ دونوں کو اللہ کی رحمت سے دور کر دیتی ہیں۔ امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی نے اپنی مشہور تصنیف میں اسراف کو دل کی بیماری قرار دیا ہے جو انسان کو اللہ کی اطاعت سے روکتی ہے اور معاشرتی ذمہ داریوں سے غافل کر دیتی ہے۔

### جدید معاشروں میں ایثار و انفاق کے تطبیقی پہلو اور اصلاحی حکمت عملی، چیلنجز

ایثار و انفاق اسلامی معاشرت اور معیشت کے بنیادی اصولوں میں شامل ہیں، جن کا مقصد معاشرے میں عدل، مساوات، ہمدردی اور فلاح کو فروغ دینا ہے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ نے انفاق فی سبیل اللہ اور ایثار کو ایک اعلیٰ اخلاقی وصف قرار دیا ہے جو نہ صرف فرد کی روحانی تربیت کرتا ہے بلکہ اجتماعی فلاح اور معاشی استحکام کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ جدید معاشروں میں یہ اصول مختلف رفاہی اداروں، سماجی تنظیموں اور فلاحی منصوبوں کی صورت میں عملی طور پر نافذ ہوتے نظر آتے ہیں، جو غربت، بے روزگاری، تعلیم اور صحت جیسے مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

عہد نبوی ﷺ میں زکوٰۃ، صدقات، وقف اور بیت المال جیسے ادارے اسلامی فلاحی نظام کی بنیاد تھے۔ ان اداروں کے ذریعے معاشرے کے کمزور طبقات کی کفالت کی جاتی تھی اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جاتا تھا۔ موجودہ دور میں انہی اصولوں کو جدید تقاضوں کے مطابق منظم شکل دی گئی ہے، جہاں زکوٰۃ فنڈز، وقف ٹرسٹس، خیراتی ادارے اور غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) معاشرتی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ یہ ادارے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ضرورت مند افراد کی امداد، تعلیم، صحت اور سماجی بہبود کے منصوبے چلا رہے ہیں۔

پاکستان میں متعدد رفاہی ادارے ایثار و انفاق کے عملی نمونے پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایدھی فاؤنڈیشن ملک بھر میں ایسوسی ایشن سروس، یتیم خانوں، پناہ گاہوں اور فلاحی منصوبوں کے ذریعے لاکھوں افراد کی خدمت کر رہی ہے۔ اسی طرح شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال زکوٰۃ اور عطیات کی مدد سے کینسر کے مریضوں کو علاج کی

سہولیات فراہم کرتا ہے، جبکہ الحزمت فاؤنڈیشن تعلیم، صحت، صاف پانی، یتیموں کی کفالت اور ہنگامی امداد کے شعبوں میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ یہ ادارے اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ اسلامی انفاق کا تصور آج بھی عملی اور موثر ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی اسلامی فلاحی ادارے جدید ٹیکنالوجی اور انتظامی نظاموں کے ذریعے ایثار و انفاق کو فروغ دے رہے ہیں۔ زکوٰۃ، عیسیٰ اور کسٹمز اتھارٹی زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کے جدید نظام کے ذریعے مستحقین تک وسائل پہنچاتی ہے، جبکہ جزل ڈائریکٹوریٹ آف فاؤنڈیشنز وقف کے تاریخی ادارے کو جدید خطوط پر استوار کرتے ہوئے تعلیمی، سماجی اور ثقافتی منصوبوں کی سرپرستی کرتا ہے۔ ان اداروں نے ڈیجیٹل پلٹ فارمز، ڈیٹا بیس اور شفاف مالیاتی نظاموں کے ذریعے اعتماد اور موثریت میں اضافہ کیا ہے۔

ایثار و انفاق کے یہ جدید تنظیمی پہلو عالمی فلاحی اہداف کے ساتھ بھی ہم آہنگ ہیں۔ اقوام متحدہ کے United Nations کے پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) مثلاً غربت کا خاتمہ (No Poverty)، بھوک کا خاتمہ (Zero Hunger)، معیاری تعلیم (Quality Education) اور بہتر صحت (Good Health and Well-being) اسلامی انفاقی نظام کے بنیادی مقاصد سے کافی حد تک مطابقت رکھتے ہیں۔ اس طرح اسلامی فلاحی تصورات نہ صرف مسلم معاشروں بلکہ عالمی انسانی ترقی میں بھی مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تاہم جدید معاشروں میں ایثار و انفاق کے فروغ کو کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔ ان میں سب سے اہم چیلنج غربت اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ بعض اوقات فلاحی فنڈز کی کمی، انتظامی کمزوریاں اور شفافیت کے مسائل رفاہی منصوبوں کی کامیابی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ مزید برآں، بڑھتی ہوئی مادہ پرستی اور انفرادی مفاد پرستی بھی ایثار کے جذبے کو کمزور کر سکتی ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی تعاون اور ہمدردی کے رجحانات متاثر ہوتے ہیں۔

ایک اور اہم چیلنج عوامی اعتماد کا مسئلہ ہے۔ اگر رفاہی اداروں میں مالی شفافیت اور احتساب کا موثر نظام موجود نہ ہو تو عطیات دہندگان کا اعتماد کم ہو جاتا ہے۔ جدید دور میں بعض اداروں میں بد انتظامی یا مالی بے ضابطگیوں کے واقعات نے اس مسئلے کو مزید نمایاں کیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ فلاحی ادارے جدید آڈٹ سسٹمز، ڈیجیٹل مانیٹرنگ اور شفاف رپورٹنگ کے ذریعے اپنی ساکھ کو مضبوط بنائیں۔ ان چیلنجز کے حل کے لیے اصلاحی حکمت عملی اپنانا گزیر ہے۔ سب سے پہلے معاشرے میں ایثار و انفاق کی دینی اور اخلاقی تعلیمات کو فروغ دینا ضروری ہے تاکہ افراد میں خدمتِ خلق اور سماجی ذمہ داری کا شعور بیدار ہو۔ مساجد، تعلیمی ادارے اور میڈیا اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ عوام کو یہ باور کرایا جائے کہ انفاق محض خیرات نہیں بلکہ معاشرتی استحکام اور انسانی ترقی کا ذریعہ ہے۔

دوسری اہم حکمت عملی جدید ٹیکنالوجی کا استعمال ہے۔ آن لائن زکوٰۃ پلٹ فارمز، ڈیجیٹل ادائیگی کے نظام، مصنوعی ذہانت پر مبنی مستحقین کے ڈیٹا بیس اور شفاف مالیاتی ریکارڈنگ کے ذریعے رفاہی اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اس سے وسائل کی منصفانہ تقسیم ممکن ہوگی اور عطیات دہندگان کا اعتماد بھی بڑھے گا۔ حکومت، نجی شعبے اور رفاہی تنظیموں کے درمیان موثر اشتراکِ عمل قائم کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر ریاستی ادارے اور فلاحی تنظیمیں مل کر غربت کے خاتمے، تعلیم، صحت اور روزگار کے منصوبوں پر کام کریں تو زیادہ پائیدار نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اسلامی وقف، زکوٰۃ اور صدقات کے نظام کو قومی ترقیاتی پالیسیوں کے ساتھ مربوط کرنا بھی ایک موثر حکمت عملی ثابت ہو سکتا ہے۔

## حوالہ جات

البیہقی، أبو بکر أحمد بن الحسين. السنن الکبری. جلد 5، صفحہ 189. دار الفکر، بیروت، 2003.  
عطا الرحمن صدیقی، محمد عاصم شہباز، محمد ذوالفقار، "حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے اقتصادی و تجارتی اصول"، Contemporary Journal of Social Science، 2025.  
Science Review

سعید منیر وغیرہ، "فرد و سماج کی معاشی فلاح میں اسلامی تصور انفاق کا کردار"، Al Qamar، 2020.

البیہقی، أبو بکر أحمد بن الحسين. السنن الکبری. جلد 5، صفحہ 189. دار الفکر، بیروت، 2003.

النسائی، أحمد بن شعيب. سنن النسائی. جلد 6، صفحہ 167. دار الحلیل، بیروت، 1991.

- ابن ماجہ، محمد بن یزید. سنن ابن ماجہ. جلد 2، صفحہ 167. دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1975
- الترمذی، محمد بن عیسیٰ. جامع الترمذی. جلد 3، صفحہ 89. دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998 م
- الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن. سنن الدارمی. جلد 2، صفحہ 234. دار ابن الجوزی، دمشق، 1930
- أبوداود، سلیمان بن الأشعث. سنن آبی داود. جلد 4، صفحہ 234. دار الفکر، بیروت، 1990
- عطا الرحمن صدیقی وغیرہ، "اسلامی خلافت کے مالیاتی و اقتصادی اصول" Al Aasar، 2025۔
- سعیمہ منیر وغیرہ، "فرد و سماج کی معاشی فلاح میں اسلامی تصورِ انفاق کا کردار" Al Qamar، 2020۔
- عبد العظیم، اسجد علی، "عہد نبوی کے معاشی اقدامات اور سماجی استحکام" Al Qamar، 2024۔
- علی عمران، محمد عاطف اسلم راؤ، "کنزیو مرزم کے مسلم معاشرے پر اثرات..." البصیرة، 2023۔
- الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن. سنن الدارمی. جلد 2، صفحہ 234. دار ابن الجوزی، دمشق، 1349ھ-1930
- ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، ج 3، ص 300-310، دار المعرفہ، بیروت، 1982ء
- فخر الدین محمد بن عمر الرازی، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، ج 11، ص 312-315، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ/1999ء
- أبوداود، سلیمان بن الأشعث. سنن آبی داود. جلد 4، صفحہ 234. دار الفکر، بیروت، 1990
- أبوداود، سلیمان بن الأشعث. سنن آبی داود. جلد 4، صفحہ 234. دار الفکر، بیروت، 1990

M. Hammad et al., "Overview of Zakat practices around the world," IPC-IG, 2022, [https://ipcid.org/sites/default/files/pub/en/RR69\\_Overview\\_of\\_Zakat\\_practices\\_around\\_the\\_world.pdf](https://ipcid.org/sites/default/files/pub/en/RR69_Overview_of_Zakat_practices_around_the_world.pdf)